حضرت ابوبکر کے سرکاری خطوط

از
(جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق ۔ استاذ ادبیاتِ عربی ۔ دہلی یونیورسٹی)

(۴)

عکرمہ بن ابی جہل کے نام

۱۳/۱۶

مذکورہ بالا خط پڑھ کر اشعث نے ایلچی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ہم نے ابو قحافہ کے لڑکے کو خلیفہ ماننے میں ذرا دیر کی تو ہمیں کافر سمجھ لیا اور زیاد بن لبید کو حکم دیا کہ میرے چچازاد بھائیوں (یعنی دو سرے کندی رئیسوں کو) جو مسلمان ہیں کفر کی تہمت میں گردن مار دے۔ ایلچی نے جس کا نام ناسخ التواریخ میں مسلم بن عبداللہ بتایا گیا ہے، اشعث کی تردید کرتے ہوئے کہا: جب مہاجر و انصار نے باتفاق رائے ابوبکر کو خلیفہ مان لیا اور پھر بھی تمھارے چچازاد بھائیوں نے اُن کو خلیفہ نہیں مانا، تو بلاشبہ وہ کافر ہوگئے" ابھی مسلم نے بات ختم بھی نہ کی تھی کہ بنو مُرّہ (کندی قبیلہ) کے ایک جوان نے جو اشعث کا چچازاد بھائی تھا طیش میں آکر ایلچی کے ایسی تلوار ماری کہ اس کا کام تمام ہوگیا۔ اشعث نے اس شخص کو شاباشی دی اور کہا تم نے بہت اچھا جواب دیا۔ یہ فعل بہت سے دوسرے کندی لیڈروں کو سخت ناگوار ہوا۔ ابوبکر کے خط نے صلح کا دروازہ کھول دیا تھا جس کے وہ دل سے خواہاں تھے، ایلچی کے قتل نے اس کو پھر بند کر دیا۔ کئی لیڈروں نے کھڑے ہو کر اشعث کے طرزِ عمل اور ایلچی کے قتل کی سخت مذمت کی۔ اور اپنے اپنے ماتحت قبیلوں کے ساتھ اشعث سے الگ ہوگئے۔ اشعث کے پاس صرف دو ہزار جوان رہ گئے جوان کے خاندانی لوگ تھے۔ اپنے حریف کو کمزور پاکر مہاجر تریم کے قلعہ سے باہر

نکلے اور رقان[1] نامی دریا کے کنارے اشعث سے رزم آرا ہوئے۔ اشعث نے بڑی سوجھ بوجھ سے جنگ کی، ان کے ہاتھ سے مہاجر بن امیہ کے سر میں ایک کاری زخم لگا جس کے زیر اثر وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے، مسلمان فوجیں پیچھے ہٹ گئیں، بڑی سخت لڑائی ہوئی، کشتوں کے پشتے لگ گئے، مقابلہ کی تاب نہ لاکر اسلامی فوجیں بھاگ پڑیں، اشعث نے اُن کا تعاقب کیا، بہت سے مسلمان فرار کی حالت میں مارے گئے، جو بچے وہ قلعہ میں گھس گئے، زیاد بن لبید نے اپنی شکست اور دوبارہ تریم میں محصور ہونے کا حال خلیفہ کو لکھا تو انھوں نے عکرمہ کو یہ مراسلہ بھیجا:

"واضح ہو کہ قبیلہ کندہ نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا ہے، اور زیاد بن لبید اور مہاجر بن اُمیّہ کا سخت محاصرہ کرلیا ہے۔ اِس خط کو پڑھتے ہی تریم کا رُخ کرو اور سرکشوں کی مناسب سرکوبی کرو۔ جو مکّی باشندے تمھارے ساتھ جانا پسند کریں اور راستہ میں جن جن قبیلوں سے تمھارا گذر ہو ان کو ساتھ لیتے جاؤ۔" فتوح اعثم صـ۱۲، ناسخ التواریخ ۲/ قسم دوم / ۱۲۳۔

اعثم نے یہ نہیں بتایا کہ جب یہ خط عکرمہ کو ملا تو وہ کہاں تھے۔ طبری کے راویوں یعنی سیف بن عمر اور ان کے شیوخ کی رو سے عکرمہ ان گیارہ سالاروں میں سے ایک تھے جن کو ابوبکر نے مرتدوں کی گوشمالی کے لئے جزیرہ نمائے عرب کے مختلف حصوں میں بھیجا تھا۔ قارئین کو یاد ہوگا کہ عکرمہ کو مسیلمہ سے لڑنے یمامہ بھیجا گیا تھا، ان کو حکم تھا کہ یمامہ کی سرحد پر پہنچ کر رک جائیں اور جب مزید فوج شرحبیل بن حسنہ کی قیادت میں ان سے آملے تب مسیلمہ سے جنگ کریں۔ لیکن انھوں نے شرحبیل کے آنے سے پہلے مسیلمہ پر حملہ کر دیا اور شکست کھائی، عکرمہ کی جلد بازی اور شکست نے خلیفہ کو مشتعل کر دیا اور انھوں

---

[1] ہمارے جغرافیہ نویس حضرموت میں اس نام کا کوئی دریا نہیں بتاتے، شاید رقان کسی اور لفظ کی مسخ کی ہوئی شکل ہے۔

نے وہ پُر عتاب خط لکھا جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے اور جس میں عکرمہ کو ہدایت کی تھی کہ مدینہ نہ لوٹیں، عمان کا رُخ کریں اور عمان کے خلاف بھیجے ہوئے دو جنرلوں حذیفہ بن محصن اور عرفجہ بارقی کی پشت پناہی کریں، اور اُن کی مدد سے فارغ ہو کر عمان سے ملے ہوئے علاقہ کے مُرتد قبیلوں کو جو مہرہ کے نام سے مشہور تھے، مسلمان بنائیں، پھر حضرموت کو جہاں اُس وقت خیریت تھی چھوڑ کر یمن میں داخل ہوں اور وہاں کے باغی شہروں اور دیہاتوں کو راہِ راست پر لائیں۔ طبری کے راوی عکرمہ کی نقل وحرکت خلیفہ کے اس مراسلہ کے مطابق بیان کرتے ہیں، یعنی وہ یمامہ سے پہلے عمان پہنچتے ہیں عمان کی مہم سے فارغ ہو کر قبائلِ مہرہ میں ارتداد کا خاتمہ کرتے ہیں، پھر حضرموت سے بچتے ہوئے عدن میں داخل ہوتے ہیں، عدن سے وہ جنوبی یمن کے شہروں میں اسلام کا بول بالا کرتے روانہ ہوتے ہیں کہ ان کو خلیفہ کا ارجنٹ فرمان ملتا ہے کہ حضرموت میں بغاوت ہو گئی ہے وہاں زیاد کی مدد کو جاؤ، اب وہ مشرقی یمن کے شہر مارب کا رُخ کرتے ہیں اور وہاں مہاجر بن اُمیہّ سے جو صنعاء سے زیاد کی مدد کو چلے آرہے ہیں مل جاتے ہیں۔ مہاجر اس قدر فوج لے کر جس کے کھانے چارہ کا پہلی فرصت میں بندوبست ہو جاتا ہے آگے بڑھ جاتے ہیں اور باقی فوج پر عکرمہ کو جانشین بنا دیتے ہیں اور ہدایت کرتے ہیں۔ کہ جوں ہی باقی فوج کی غذا اور چارہ کا انتظام ہو جائے، اُن سے آملیں۔ مہاجر کے آنے سے زیاد کی قوت بڑھ جاتی ہے اور اشعث خود کو کمزور پا کر نجیر کے قلعہ میں محصور ہو جاتے ہیں، اس محکم کوہی قلعہ میں تین سڑکیں تین سمتوں سے داخل ہوتی ہیں، ایک سڑک کی ناکہ بندی زیاد کر لیتے ہیں، دوسری کی مہاجر، تیسری کھلی رہتی ہے، جس سے ہو کر اشعث کے پاس کھانے پینے کا سامان اور رسد آتی رہتی ہے۔ جب عکرمہ کی فوجیں چارہ غلہ کا انتظام کر لیتی ہیں تو وہ بھی مہاجر کی ہدایت کے بموجب نجیر کا رُخ کرتی ہیں اور وہاں پہنچ قلعے میں داخل ہونے والے تیسرے راستہ کی ناکہ بندی کر لیتی ہیں اشعث کی رسد بند

ہوجاتی ہے اور قلعہ میں غذا کا قحط پڑنے لگتا ہے، مجبور ہو کر اشعث ہتیار ڈالنے پر تیار ہوجاتے ہیں۔ عکرمہ کی فوجی حرکت کا ذکر طبری نے ان خطوط پر کیا ہے اور یہ کافی مربوط ہے۔ لیکن اعثم یا فتوح البلدان بلاذری میں ایسا خاکہ نہیں پیش کیا گیا، جس کی وجہ سے واقعات کے ربط اور عکرمہ کی سرگرمیوں کے تسلسل کا سمجھنا دشوار ہوگیا ہے۔ اکتفاء کے راوی عکرمہ کے سلسلہ میں بالکل نئے اکتشاف کرتے ہیں جن کا اگلے خط کے مقدمہ میں ذکر ہوگا۔

۱۷۔ عکرمہ بن ابی جہل کے نام

یہ خط بھی اعثم کوفی کی فتوح سے ماخوذ ہے اور متاخرین میں اس کو ناسخ التواریخ کے مؤلف نے نقل کیا ہے، ناسخ کا مرجع بھی اعثم معلوم ہوتا ہے۔ اعثم نے خط کا سیاق سباق اس طرح بیان کیا ہے کہ جب عکرمہ کو حضرت ابوبکر کا مذکورہ بالا خط ملا، تو وہ دو ہزار سوار لے کر زیاد بن لبید کی مدد کے لئے حضرموت روانہ ہوئے، راستہ کے مسلمان دیہاتوں سے جوان بھرتی کرتے گئے، سرحد یمن میں داخل ہو کر صنعاء پہنچے جہاں اسود عنسی کی چند ماہی حکومت کے بعد پھر اسلام کا جھنڈا لہرا رہا تھا، جہاں ایک اچھی جمعیت ان کی فوج میں داخل ہوگئی صنعاء سے رخصت ہو کر یمن کے قدیم شہر مارب پہنچے، وہاں دم لے رہے تھے، اور بھرتی کا کام بھی جاری تھا کہ عمان کے پایۂ تخت دبا کے رئیسوں کو معلوم ہوا کہ عکرمہ بنو کندہ کی خبر لینے اور زیاد کی مدد کرنے جا رہے ہیں، ان کو یہ بات ناگوار ہوئی، اعثم نے ناگواری کی کوئی وجہ نہیں بتائی، ممکن ہے ان رئیسوں کا بنو کندہ کے سرداروں سے کوئی معاہدہ ہوا ہو، انھوں نے کہا: ہم عکرمہ کی وہ تواضع کرتے ہیں کہ بنو کندہ کو بھول جائیں گے"، وہ باغی ہوگئے دبا میں اُس وقت خلافت کی طرف سے حذیفہ بن عمرو (حذیفہ بن محصن۔ طبری ۳/ ۲۶۳، حذیفہ بن یمان ازدی۔ اکتفاء ص ۲۶۷) محصل صدقات تھے، گو اعثم نے تصریح نہیں کی پر دوسرے ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ حذیفہ ان عربوں کے ساتھ

جو اسلام پر قایم رہے، عمان ہیں کسی محفوظ جگہ روپوش ہوگئے، انھوں نے مرکز کو دبا کی بغاوت سے مطلع کیا، ابو بکرؓ نے ذیل کا فرمان عکرمہ کو بھیجا:۔

"واضح ہو کہ اہلِ دبا نے بغاوت کردی ہے، زیاد کے پاس جانے سے پہلے تم اُن کی اچھی طرح خبر لو، ان کی گوشمالی کرنے میں ذرا کوتاہی نہ کرنا، جب تم کو فتح نصیب ہو تو ان کے (یعنی ان کے مردوں کے) بیڑیاں ڈال کر میرے پاس بھیجنا، اور خود زیاد بن لبید کی مدد کو چلے جانا، جو کل فوج کے لیڈر رہیں گے، اُن کے صلاح مشورہ سے سرکشوں کو سزا دینا، اور اس کام میں پوری کوشش اور ہمت سے کام لینا، امید ہے خدا تعالیٰ تم کو حضرموت پر فتح عطا کرے گا، اور بغاوت کی آگ ٹھنڈی ہوجائے گی" اعثم ص۱۴

اکتفار کے راویوں نے جن کا نام نہیں لیا گیا تصریح کی ہے کہ جس وقت عمان میں بغاوت کی آندھی چلی اور دبا کے عامل حذیفہ نے مرکز کو اس کی اطلاع دی تو عکرمہ تبالہ میں مقیم تھے، یہ بستی مکہ سے ایک سو ساٹھ (۱۶۰) میل جنوب میں اس سڑک پر واقع تھی جو یمن کے متعدد شہروں کو ملاتی ہوئی عدن جاتی تھی، مکہ سے تبالہ پہنچنے میں آٹھ دن لگتے تھے طائف سے چھ دن اور یمن کے شہر بیشہ سے ایک دن (معجم یاقوت ۲/۳۵۷، اصطخری ص۱۴) رسول اللہ نے ان کو بنو عامر بن صعصعہ کے زیریں قبیلوں کا محصل زکاۃ مقرر کیا تھا، رسول اللہ کی وفات پر جب وہاں کی فضا خراب ہوئی تو عکرمہ اسلام پر ثابت قدم عربوں کو ساتھ لے کر تبالہ آگئے، وہاں خلیفہ کی ہدایات کے منتظر تھے کہ ان کو اہلِ دبا یعنی عمان کی بغاوت فرو کرنے پر مامور کیا گیا اور وہ ڈھ ہزار فوج لے کر اس مہم پر روانہ ہوئے، اکتفار کے راویوں نے ایک اور اہم تصریح کی ہے اور وہ یہ کہ حضرت ابو بکر کی اہل ردہ کے خلاف یہ پہلی مہم تھی جو عکرمہ کی سرکردگی میں روانہ ہوئی تھی۔ (اکتفار صفحہ ۲۶۶)

اعثم کے مذکورہ بالا خط اور اس کے پس منظر سے قاری کے دل میں کئی اُلجھنیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ مثلاً خط کے مقدمہ میں کہا گیا ہے کہ دَبا کے رئیسوں نے کہا تھا کہ ہم عکرمہ کی ایسی خبر لیں گے کہ وہ بنو کندہ اور ان سے جنگ کا خیال تک بھول جائیں گے، اس دھمکی کے بموجب ان کو عکرمہ کے خلاف کارروائی کرنی چاہیئے تھی، لیکن انھوں نے عکرمہ کے خلاف کارروائی نہیں کی بلکہ اسلامی حکومت سے باغی ہو گئے۔"

۱۸- مہاجر بن اُمیّہ کے نام

اشعث اور ان کے قبائل کی بغاوت کا حال آپ اعثم کے راویوں کی زبانی خط رقم ۱۲ کے مقدمہ میں پڑھ چکے ہیں۔ سیف نے طبری میں اس بغاوت کا جو ذکر کیا ہے وہ تفصیلات میں اعثم کے ذکر سے بہت کافی مختلف ہے۔ مراسلۂ ذیل سیف نے نقل کیا ہے، اس کا تعلق بھی بنو کندہ کی بغاوت سے ہے، خط کا سیاق و سباق سمجھنے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سیف کے پیش کردہ حالاتِ بغاوت کا مُلخّص یہاں بیان کر دیا جائے:-

جیسا کہ پہلے بیان ہوا بنو کندہ کی بہت سی چھوٹی بڑی شاخیں حضرموت کے مغربی اور وسطی وادیوں اور کوہستانوں میں پھیلی ہوئی تھیں، ان کا سب سے بڑا اور مقتدر قبیلہ "بنو معاویہ بن کندہ" کہلاتا تھا۔ اس کی آٹھ نو شاخوں کے نام ہمدانی نے صفۃ جزیرۃ العرب میں دئے ہیں (ص۸۵) ان میں بنو حارث بن معاویہ پر اشعث کا براہِ راست تسلط تھا۔ اس وقت ان شاخوں پر سات کندی رئیس حکمراں تھے جن کو شاہانِ کندہ کی نسل سے ہونے کے سبب اُس وقت بھی "ملوک" کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ بنو عمرو بن معاویہ یعنی کندی رئیسوں کے قبیلوں سے زیاد بن لبید کے تعلقات زکاۃ کے معاملہ میں رسول اللہ کے عہد ہی سے کشیدہ ہو گئے تھے، (کشیدگی کے اسباب کے لئے دیکھئے طبری ۳/۲۷۱) ان لوگوں نے ابو بکر کی بیعت بھی بادلِ ناخواستہ کی تھی۔ ایک دن جب کہ

زیاد ان سے زکاۃ کے اونٹ وصول کر رہے تھے، ان کو ایک جوان اونٹ پسند آیا اور انھوں نے اس پر مہر لگوا کر سرکاری گلہ میں داخل کرا دیا، یہ اونٹ اس شخص کا نہ تھا جس سے زکاۃ لی گئی تھی، بلکہ اس کے بھائی کا تھا جس پر زکاۃ واجب نہ تھی، اس شخص نے کہا میں اپنی طرف سے دوسرا اونٹ دیتا ہوں، میرے بھائی کا واپس کر دو، زیاد سمجھے یہ بہانہ کر رہا ہے، انھوں نے کہا اونٹ پر سرکاری مہر لگ چکی، اب یہ واپس نہیں ہوگا، اس شخص نے چلا چلا کر اپنے قبیلہ کو مدد کے لئے بلایا، قبیلہ کا ایک شیخ آیا، اس نے زیاد سے اونٹ واپس کرنے کی سفارش کی پر زیاد نے سفارش نہ مانی۔ وہ شیخ مشتعل ہو گیا اور اپنے چند ساتھیوں کو لے کر گلہ میں گھسا اور اونٹ نکال کر صاحب اونٹ کو دے دیا۔ زیاد نے پرسنل گارڈ کی مدد سے اس شیخ اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا اور اونٹ بھی چھین لیا۔ بستی میں ایک ہلچل مچ گئی، بنو معاویہ نے شیخ کا پارٹ لیا، حمیر اور سکون کے قبیلوں نے زیاد کا۔ بدامنی کی فضا پیدا ہو گئی۔ دونوں فریق جنگ کی تیاری کرنے لگے، زیاد نے اعلان کیا کہ اگر بنو معاویہ ارادۂ جنگ ترک کر کے پُرامن ہو جائیں گے تو وہ شیخ اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑ دیں گے۔ بنو معاویہ نے کہا جب تک شیخ اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑا نہ جائے گا وہ پُرامن نہ ہوں گے۔ ایک رات زیاد نے ان پر حملہ کر دیا، ان کے کچھ جوان مارے گئے اور باقی تتر بتر ہو گئے۔ اب زیاد نے شیخ اور اس کے ساتھیوں کو رہا کر دیا۔ چھوٹنے کے بعد ان لوگوں نے زیاد کے خلاف سخت مہم شروع کی اور کہا جب تک زیاد ہیں ملک میں عافیت نہیں ہو سکتی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بنو معاویہ بڑے پیمانہ پر جنگ کے لئے مستعد ہو گئے۔ اور کھلم کھلا زکاۃ دینے سے انکار کر دیا۔ اس وقت پوزیشن یہ تھی کہ اکثر حمیری اور بعض کندی قبیلے جیسے (سکارک و سکون) اسلام کے وفادار تھے، بعض جن میں اشعث کا قبیلہ شامل تھا غیر جانب دار یا متذبذب تھے، لیکن بنو معاویہ بن کندہ کی اکثر شاخیں مخالفت پر کمربستہ ہو گئیں۔ بنو معاویہ کے چار رئیس برملا باغی ہو کر اپنے اپنے

قبیلوں کے ساتھ کوہستانی وادیوں میں چلے گئے۔ اشعث بھی خود کو خطرہ میں گھرا پا کر مع قبیلہ کے اپنی وادی میں محفوظ ہو گئے۔ ایک رات جب کہ بنو معاویہ کے چاروں رئیس اور ان کے ہم قوم حالاتِ حاضرہ پر غور کرنے جمع تھے، زیاد نے شبخون کر کے انھیں اور بہت سے دوسرے لوگوں کو مار ڈالا، جو بچے بھاگ گئے۔ زیاد ان کے بال بچوں کو قید کر کے لوٹ رہے تھے کہ ان کا گذر اشعث کی وادی سے ہوا، عورتوں نے رو رو کر اشعث سے داد فریاد کی، اشعث کی عصبیت جوش میں آگئی۔ ادھر کندی رئیسوں کے قتل سے سارے کندی اور کچھ حمیری قبیلوں میں غصہ اور انتقام کی آگ بھڑک گئی، جو کندی قبیلے متذبذب تھے وہ بھی اشعث کے ساتھ ہو گئے، اشعث کی قوت بہت بڑھ گئی زیاد نے یہ دیکھ کر مہاجر بن امیہ کو مدد کے لئے ارجنٹ خط بھیجا مہاجر یمن میں ارتداد کا قلع قمع کر کے حضرموت کے قریب پہنچ چکے تھے۔ جب وہ آگئے تو اشعث سے جنگ چھڑی، اشعث ہار گئے۔ وہ اور ان کے ساتھی بھاگ کر نجیر کے کوہستانی قلعہ میں پناہ گیر ہوئے۔ جب اشعث اور ان کی فوجیں قلعہ بند ہو گئیں تو زیاد اور مہاجر نے بنو کندہ کے باغی قبیلوں کی سرکوبی کے لئے رسالے بھیجے، بہت سے کندی مارے گئے اور ان کے گاؤں لوٹ لئے گئے۔ اشعث اور دوسرے محصور کندی رئیسوں کو جب ان حوادث کا علم ہوا تو انھوں نے سر پیٹ لیا، انھوں نے اپنے گیسو کٹوا دئے اور قلعہ سے نکل کر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے، لیکن پھر شکست کھائی، اور دوبارہ قلعہ میں محصور ہو گئے۔ اشعث کی امیدیں ٹوٹ چکی تھیں، غذائی حالت نازک ہو چکی تھی، انھوں نے صلح کی پیشکش کی جس کو زیاد نے رد کر دیا، اب انھوں نے امان کی درخواست کی، کہ انھیں اور ان کے نو خاندانی عمائد کو مع اہل و عیال خلیفہ کے پاس بھیج دیا جائے اور وہ اپنی صوابدید سے جو سزا چاہے دیں، یہ درخواست مان لی گئی۔ قلعہ کے سب جوانوں کو قتل کر دیا گیا۔ اس وقت خلیفہ کا یہ خط لے کر مغیرہ بن شعبہ وارد ہوئے :-

"میرا خط پڑھ کر دھیان سے میری ہدایات پر عمل کرنا: اگر بنوکندہ پر تم کو فتح حاصل ہو تو ان کے جوانوں کو قتل کر دینا اور بال بچوں کو غلام بنا لینا، یہ اُس صورت میں جب کہ فتح بزورِ شمشیر حاصل ہوئی ہو یا وہ اس شرط پر ہتیار ڈالیں کہ ان کی قسمت کا فیصلہ میری صوابدید سے ہو۔ لیکن اگر تمھاری ان سے صلح ہو تو اس صورت میں قبول کی جاسکتی ہے کہ ان کو جلا وطن کر دو، میں نہیں چاہتا کہ ان لوگوں کو اسلام سے بغاوت کے بعد (چین سے) ان کے گھر اور وطن میں رہنے دوں، میں چاہتا ہوں کہ ان کو اپنی بدکرداری کا احساس ہو اور اپنے کئے کا تھوڑا مزہ چکھیں" (سیف طبری ۲۰۷۰-۲۰۷۱، تاریخ یعقوبی لیدن ص ۱۴۹)

الکتفار میں بنوکندہ کی بغاوت کا جو قصہ بیان ہوا ہے اس کے خدوخال سیف کے بیان کردہ خط سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں، تاہم دونوں میں چند بنیادی اختلاف ہیں جن کی طرف اشارہ ضروری ہے۔ سیف کا نقل کیا ہوا خط جو خلیفہ نے مغیرہ بن شعبہ کے ہاتھ مہاجر بن اُمیہ کو بھیجا تھا، آپ نے ابھی پڑھا۔ سیف بتاتے ہیں کہ مغیرہ راستہ بھول گئے تھے اس لئے دیر میں پہنچے، جب کہ اشعث کو امان دی جاچکی تھی اور قلعہ کے جوانوں کو قتل کیا جاچکا تھا، الکتفار کے راوی کہتے ہیں کہ مغیرہ صلح نجیر کے موقع پر خط نہیں لائے بلکہ اُس موقع پر لائے تھے۔ جب بنو معاویہ بن کندہ اور ان کے چار رئیس زیاد سے باغی ہو کر کوہستانی وادیوں میں چلے گئے تھے، اس خط میں ابوبکر نے تاکید کی تھی کہ ان رئیسوں کو قتل نہ کیا جائے، بدقسمتی سے مغیرہ راہ بھٹک گئے اور اتنی دیر میں پہنچے کہ زیاد شبخون کر کے چاروں رئیسوں کو ان کے کوہستانی وادیوں میں مار چکے تھے۔

الکتفار کے راویوں نے ایک اور حیرتناک انکشاف کیا ہے جو سیف کے نقل کردہ خط رقم ۱۵، کی مکمل تردید ہے، اور وہ یہ کہ حضرت ابوبکر نے نجیر کے محاصرہ کے دوران ٹھیک

بن اوس بن خرمہ کی معرفت زیاد بن لبید کو ایک فرمان بھیجا تھا جس میں تاکید کی تھی کہ محصورین کو قتل نہ کیا جائے بلکہ گرفتار کرکے دربارِ خلافت بھیج دیا جائے، محصورین کا ستارہ گردش میں تھا، اس لئے نہیک کے پہنچنے سے صرف چند گھنٹے پہلے قلعہ کے سات سو جوانوں کی گردن ماری جا چکی تھی۔

سیف بن عمر نے عکرمہ بن ابی جہل کی عسکری حرکت ان خطوط پر دکھائی ہے: یمامہ میں شکست کھا کر وہ (غالباً ہجر اور بحرین کی راہ سے) عُمان پہنچتے ہیں، وہاں اسلام کا تسلط دوبارہ قائم کرکے، قبائلِ مہرہ کے علاقہ میں ارتداد کا قلع قمع کرتے ہیں، وہاں سے فارغ ہوکر حضرموت کے مشرقی ساحل والی سڑک سے ہوتے ہوئے عدن کے مشہور بندرگاہ اور یمن کی آخری حد تک پہنچ جاتے ہیں، وہاں سے شمال کی طرف رُخ کرتے ہیں تاکہ صنعا اور عدن کے درمیان ارتداد کے جو گوشے ہوں ان کو صاف کرتے چلیں اور پھر خلیفہ کی ہدایت کے مطابق مہاجر سے یمن میں وہ جس جگہ ہوں جا کر مل جائیں، عدن سے ابھی نو دس میل چل کر ابین کی منزل پہنچے تھے کہ فرمانِ خلافت ملا کہ سیدھے زیاد کی مدد کو حضرموت چلے جاؤ، وہ روانہ ہوگئے، دوسری طرف مہاجر خلیفہ کا حکم پاکر صنعاء سے روانہ ہو چکے تھے، مارِب کی قدیم بستی میں دونوں کی راہیں ملیں، مہاجر فوج کا ایک حصہ لے کر پہلے چلے گئے، کچھ دن بعد عکرمہ باقی فوج کے ساتھ نجیر میں ان سے جا ملے۔" (سیف - طبری ۲۷۱/۴ - ۲۷۵)

اکتفاء میں عکرمہ کی مسیلمہ سے شکست کھانے کا مطلق ذکر نہیں ہے، اکتفاء کے راوی ردّہ کے وقت ان کو تبالہ میں دکھاتے ہیں، تبالہ تہامۂ یمن کا اہم شہر تھا، رسول اللہ نے ان کو سفلی بنی عامر بن صعصعہ پر محصلِ زکاۃ مقرر کیا تھا، جب ردّہ کی وبا پھیلی اور وہاں کے حالات خراب ہوئے تو عکرمہ اپنی فوجی کمزوری کے سبب مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ تبالہ آکر ٹھہر گئے، اور خلیفہ کے حکم کا انتظار کرنے لگے۔ تبالہ مکہ سے عدن جانے

والی اس تجارتی شاہراہ پر واقع تھا جو طائف، نجران اور صنعاء سے ہو کر گذرتی تھی، اس کا فاصلہ مکہ سے ایک سو ساٹھ میل بتایا گیا ہے" (معجم یاقوت ۲/۳۵۷، صبح الاعشیٰ مصر ۱/۲۲۷) یہاں ان کو حکم ملا کہ عمان کے پایۂ تخت دبا جا کر اس بغاوت کو فرو کریں جو عمان کے بڑے رئیس لقیط ازدی نے کی تھی، عکرمہ جب بغاوت فرو کر چکے تو ابو بکر نے ان کو عمان کا گورنر مقرر کیا اور وہ دبا (پایۂ تخت) میں مقیم ہو گئے۔ زیاد بن لبید کی اشعث سے جب لڑائی شروع ہوئی اور حضرموت کے اکثر قبیلے مسلمانوں کے خلاف ہو گئے تو زیاد نے خلیفہ سے مدد مانگی۔ انھوں نے ایک طرف مہاجر کو جو صنعاء میں تھے اور دوسری طرف عکرمہ کو جو دبا میں تھے زیاد کی مدد کے لئے بھیجا۔ دبار کا فاصلہ چونکہ حضرموت سے بہت زیادہ تھا اور راستہ دشوار گذار، عکرمہ دیر سے پہنچے، نجیر چار دن پہلے فتح ہو چکا تھا (الاکتفاء ص ۲۶۹-۲۷۰)

۱۹- مہاجرین امیہ کے نام

نعمان بن جون ایک کندی رئیس تھے، ان کی ایک حسین لڑکی تھی جس کا نام اسماء تھا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسماء لڑکی نہیں بہن تھی۔ وہ رسول اللہ سے رشتہ کرنا چاہتے تھے۔ وہ رسول اللہ سے ملے اور کہا کہ میں ایک حسین ترین بیوہ سے آپ کی شادی کرنا چاہتا ہوں، اسماء کے شوہر کا انتقال ہو چکا تھا۔ عربوں میں ایک سے زیادہ شادی کرنے کا رواج عام تھا۔ قبائلی نظام میں "تعداد" کو خاص اہمیت حاصل تھی، جو خاندان جتنا بڑا ہوتا، اور جو قبیلہ جتنا شاخ در شاخ اور گھنا ہوتا، قبائلی نظام میں اس کی طاقت، رسوخ اور خوش حالی اتنی ہی زیادہ ہوتی، چھوٹے خاندان نہ تو اپنے قبیلہ میں معزز سمجھے جاتے، لڑائی یا بیرونی حملہ کے وقت (جن کا خطرہ ہر وقت سر پر منڈلاتا رہتا) اپنی دفاع کر سکتے۔ تعداد بڑھانے کے لئے تعددِ ازدواج ضروری تھا، اس کے علاوہ جس شخص کی

ایک سے زیادہ بیویاں ہوتیں، اس کو ایک اجتماعی امتیاز حاصل ہوتا، وہ مالدار سمجھا جاتا، اس کی بات سنی اور مانی جاتی، قبائلی رئیسوں کی اجتماعی حیثیت تعددِ ازدواج سے ناپی جاتی تھی، تعددِ ازواج کے معنی تھے کہ اپنے ماتحت قبیلہ کے علاوہ اس کی بیویوں کے سارے خاندان اس کے پیچھے ہیں اور بیرونی حملہ یا لڑائی کے وقت اس کی مدد کریں گے۔ رسول اللہ کے تعددِ ازواج کا غالب مقصد بھی یہی تھا یعنی اپنی اجتماعی حیثیت بڑھانا، اور اسلام کی پشت پناہی اور اشاعت کے لئے عزیز و اقارب کا حلقہ وسیع سے وسیع تر کرنا۔

ربیع الاول ۹ھ میں رسول اللہ کی اسمار سے شادی ہوگئی (زرقانی بحوالہ ابن سعد) پہلی ملاقات میں رسول اللہ نے اسمار کے جسم پر برص کے داغ دیکھ کر طلاق دے دی، ایک روایت یہ ہے کہ جب اسمار بیاہ کر رسول اللہ کے گھر آئیں تو انھوں نے رسول اللہ سے کہا: "میں تم سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں"، اس قول کا ایک دلچسپ پس منظر بیان کیا گیا ہے، اسمار حسین تھیں۔ اس لئے رسول اللہ کی دوسری بیگموں کو حسد ہوا اور انھوں نے چاہا کہ وہ رسول اللہ کی بیوی نہ بنیں، جب اسماء بیاہ کر آئیں تو ایک بیوی نے کہا: اگر تم رسول اللہ کی چہیتی بننا چاہتی ہو تو جب تمھاری پہلی ملاقات ہو تو کہنا: "میں تم سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں"۔ رسول اللہ یہ سُن کر حیران ہوئے اور صبح کو نعمان سے اس کی شکایت کی۔ نعمان نے اُس کی کوئی معقول یا غیر معقول تردید یا توجیہ کر دی اور لگے اسماء کی خوبیاں بیان کرنے، اسماء کی ایک بڑی خوبی انھوں نے یہ بیان کی کہ وہ کبھی بیمار نہیں ہوئیں۔ رسول اللہ کو یہ بات کھٹکی اور انھوں نے کہا: اگر خدا کی میزان میں اس کا درجہ بلند ہوتا تو کبھی نہ کبھی ضرور بیمار ہوتی"۔ رسول اللہ نے اسماء کو طلاق دے دی۔ واللہ اعلم بکنہ الامر وصدق ھذہ الروایات ...... اصابہ، مصر، ۳۰/ ۵۶۰، سیرۃ الحلبیۃ علی بن برہان الدین حلبی مصر ۳/ ۴۲۱ - ۴۲۲، طبری ۳/ ۱۷۹ شرح مواہب اللدنیۃ، زرقانی مصر، ۳/ ۳۱۳، تاریخ ابن اثیر مصر ۲/ ۱۲۹۔

اس کے بعد ہم نعمان اور اسمار کے حالات سے یکسر بے خبر رہتے ہیں حتیٰ کہ اچانک اسمار ۱۲ھ میں عدن کے افق پر ابھرتی ہیں اور عکرمہ بن ابی جہل اسلامی فوج کے کمانڈر عمّان اور مہرہ میں ارتداد کی جڑیں کاٹتے ہوئے جب عدن پہنچتے ہیں تو اسمار سے نکاح کر لیتے ہیں۔ نکاح کے بعد عکرمہ زیاد کی مدد کرنے عدن سے یلغار کرتے ہیں اور جب یمن کے مشہور شہر جَنَد پہنچتے ہیں تو ان کی اسمار سے پہلی ملاقات ہوتی ہے، ذرا دم لے کر عکرمہ پھر چل پڑتے ہیں اور جیسا کہ پہلے ذکر ہوا، سبا کے قدیم پایۂ تخت مَارِب میں مہاجر بن اُمیّہ سے ان کی ملاقات ہوتی ہے جو زیاد کی مدد کرنے صنعار سے حضرموت چلے جا رہے ہیں، مَارِب میں عکرمہ کی فوج کے بعض لوگ غالباً صحابی، جن کو اسمار کی رسول اللہ سے شادی اور طلاق کا علم ہوتا ہے عکرمہ کو رائے دیتے ہیں کہ اسمار سے قطع تعلق کر لیں اور فوج کا ایک دوسرا فریق رشتہ کو باقی رکھنے کی تائید کرتا ہے۔ یہ معاملہ اس وقت تک معلق رہتا ہے جب تک نُجَیر کی صُلح نہیں ہو جاتی، اس سے فارغ ہو کر مہاجر بن اُمیّہ خلیفہ سے اسمار کے بارے میں رُجوع کرتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ آیا اسمار سے عکرمہ کا رشتہ برقرار رکھا جائے یا توڑ دیا جائے۔ یہ ہے ذیل کے خط کا سیاق و سباق یا یوں سمجھئے کہ یہ ہے وہ سیاق و سباق جو میری سمجھ میں آیا ہے، ہمارے راویوں نے اس موقع پر سخت ابہام و ایجاز سے کام لیا ہے، قاری پیاسا رہ جاتا ہے اور کئی اہم سوالوں کے اس کو جواب نہیں ملتے۔

" اس کے (اسمار کے) والد نُعمان بن جَون رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور اس کی اتنی تعریف کی کہ رسول اللہ نے (مجبور ہو کر) اسمار کو لانے کا حکم دیا، (یعنی میکہ سے جو مدینہ سے باہر تھا) جب نُعمان اسمار کو لے کر (مدینہ) آئے تو انھوں نے کہا: اسمار کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ وہ کبھی بیمار نہیں ہوئی"، رسول اللہ نے فرمایا: اگر خدا کی میزان میں

وہ اچھی ہوتی تو کبھی نہ کبھی ضرور بیمار ہوتی" رسول اللہ نے اس سے منہ موڑ لیا تم بھی موڑ لو"۔ ۔ ۔ طبری - ۳/۲۷۶ -

اِس خط سے یہ تو بالکل ثابت نہیں ہوتا کہ رسول اللہ نے اسمار سے شادی کر لی تھی، صرف اتنا واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ شادی کے لئے تیار ہو گئے تھے اور شاید یہ بھی نعمان اور اُن کے قبائل کی تالیفِ قلب کے لئے لیکن نعمان کی زبان سے آخری تعریفی جملہ سن کر انھوں نے شادی کا ارادہ ترک کر دیا۔

۲۰- مہاجر بن اُمیہ کے نام

سیف بن عمر نے اس خط کا سیاق و سباق بیان نہیں کیا، قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ قلعۂ نجیر کے سقوط کے بعد لکھا گیا۔ مسلمانوں نے بنو کندہ کو بری طرح پامال کیا تھا، ان کے بہت سے خاندان تباہ ہو گئے تھے، اور جو لوگ زندہ رہ گئے تھے ان کے دل سخت زخمی اور جذبات انتہائی مشتعل تھے، تلوار اُٹھانے کی تو ان میں ہمت نہ تھی، زبان چلا کر دل کا غبار نکال سکتے تھے۔ مہاجر کے سامنے مختلف اوقات میں دو ڈومنیاں لائی گئیں، ایک نے رسول اللہ کی بُرائی میں شعر گائے تھے، دوسری نے مسلمانوں کی مذمت میں، مہاجر نے پہلی کا ہاتھ کٹوا دیا اور سامنے کے دانت اکھڑوا دیے، حضرت ابوبکر کو اس کی خبر ہوئی تو انھوں نے یہ مراسلہ بھیجا:

"مجھے اُس سزا کا علم ہوا جو تم نے رسول اللہ کی برائی میں شعر گانے والی عورت کو دی ہے، اگر تم یہ سزا نہ دے چکے ہوتے، تو میں یقیناً تمھیں اس کے قتل کا حکم دیتا، انبیاء کے خلاف جرم کی سزا عام لوگوں کے خلاف جرم کی سزا کے برابر نہیں ہے، اگر کوئی مسلمان نبی کی توہین و تنقیص کرے گا تو اس کو مرتد کی سزا دی جائے گی، اور یہ جرم اگر کسی معاہد سے سرزد ہوگا، تو گویا

اس نے معاہدہ توڑ دیا اور اس سے جنگ کی جائے گی" سیف ۔طبری ۳/ ۲۷ ۔

۲۱ ۔ دوسرا خط :۔

جس ڈومنی نے مسلمانوں کی مذمت میں شعر گائے تھے، مہاجر نے اس کو بھی وہی سزا دی جو رسول اللہ کی ہجو میں شعر گانے والی کو دی تھی، حضرت ابوبکر کو یہ معلوم ہوا تو وہ مہاجر پر سخت برہم ہوئے، رسول اللہ کی بے حرمتی کی وہ سخت سے سخت سزا دینے کو تیار تھے، پر مسلمان کی بے حرمتی کرنے والے کو سخت جسمانی سزا دینا یا اس کا مُثلہ کرنا ان کی نظر میں ظلم عظیم اور انسانیت سے گرا فعل تھا، چنانچہ انھوں نے مہاجر کو یہ مراسلہ بھیجا جس میں نصیحت اور عتاب دونوں کی آمیزش ہے :۔

" مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے اُس عورت کا ہاتھ کٹوا دیا اور اس کے اگلے دانت اکھڑوا دئے جس نے مسلمانوں کی ہجو میں شعر گائے تھے، (اس سلسلہ میں صحیح طریق کار یہ تھا کہ) اگر ہجو کرنے والی مسلمان ہوتی تو اس کو ڈانٹ پھٹکار دیا جاتا اور مُثلہ سے کم سزا دی جاتی، اور اگر ذمیہ ہوتی تو میری جان کی قسم تم جب اس کے شرک جیسے جرم عظیم پر چشم پوشی کر چکے، تو ہجو تو اس کے مقابلہ میں معمولی بات تھی، اگر میں ہجو کی سزا کے بارے میں تم کو پہلے ہدایت کر چکا ہوتا (اور پھر بھی تم وہ سزا دیتے جو تم نے دی) تو تمھیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا، (یعنی معزول کر دئے جاتے، یا مالی تاوان دینا پڑتا) طیش میں آ کر کوئی کام نہ کرو، مُثلہ کی سزا نہ دو، مثلہ سنگین گناہ ہے، اور اسلام سے منحرف کرنے والا تشدد، صرف "قصاص" کے لئے مُثلہ کی سزا دی جا سکتی ہے"

... سیف طبری ۳/ ۲۷۷ ۔

۲۲- دوسرا نسخہ :-

اس سے ملتا جلتا خط مشہور مورخ مدائنی کی زبانی، انساب الاشراف (مُصوّر) میں بلاذری نے بھی نقل کیا ہے۔ مدائنی کہتے ہیں کہ فتح نُجیر کے بعد مہاجر بن اُمیہ کے پاس ایک ڈومنی لائی گئی جس نے رسول اللہ یا مسلمانوں کی نہیں۔ بلکہ حضرت ابوبکر کی ہجو میں شعر گائے تھے، مہاجر نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا (دانت اکھڑوانے کی مدائنی خبر نہیں دیتے) اس واقعہ کی خبر ابوبکر کو ہوئی تو بہت آزردہ ہوئے اور مہاجر کو یہ خط بھیجا :-

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے ایک عورت کو پکڑا جس نے مجھے گالیاں دی تھیں، اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا، خدا نے تو شرک جیسے جرمِ عظیم کا انتقام نہیں لیا، مُثلہ کی سزا تو کھلے کفر میں نہیں دی جاتی، خیر تم نے جو کیا ٹھیک کیا؟ (ففعلت حقاً وعملت مجسن؟) میرے اس خط کے بعد آئندہ ایسے موقعہ پر طیش سے کام نہ لینا۔ کسی کا مُثلہ نہ کرنا، کیوں کہ یہ سنگین گناہ ہے خدا اہل اسلام (اسلام واہل؟) کے اطیش اور فرطِ غضب سے پاک ہونے کا اعلان کر چکا ہے، رسول اللہ کے ہاتھ ایسے لوگ آئے جنہوں نے انھیں ستایا تھا، ان کو گالیاں دی تھیں، وطن سے نکالا تھا اور جنگ کی تھی، لیکن آپ نے کبھی ان کا مُثلہ نہیں کیا۔" انساب الاشراف مُصوّر جامعۃ الدول العربیۃ قاہرہ، ۹/۹۱ھ۔

۲۳- سالارانِ رِدّۃ کے نام

عُمان، یمن، حضرموت وغیرہ میں جب ردہ کی وبار دور ہوئی اور اسلام کا اقتدار دوبارہ قائم ہو گیا تو ان علاقوں میں سرکاری عہدوں اور انتظام کے لئے عملہ کی ضرورت پڑی اور یہ سوال پیدا ہوا کہ کس کو قبائلی نمایندگی اور سرکاری خدمت سونپی جاتے اور کس کو نہیں،

تو اس سلسلہ میں خلیفہ نے ایک عام پالسی وضع کی اور ذیل کا مراسلہ سارے سالارانِ ردہ کو بھیجا :

"سرکاری خدمت کے لئے میں ان لوگوں کو سب سے زیادہ مناسب سمجھتا ہوں جو نہ تو خود مرتد ہوئے ہوں اور نہ اُن کا تعلق ایسے لوگوں سے ہو جو اسلام سے منحرف ہوئے ہوں: آپ سب اسی اصول پر عمل کیجیے اور بس ان ہی لوگوں کو مقرب بنائیے اور عہدے دیجئے۔ فوج کے جو مسلمان وطن لوٹنا چاہیں ان کو اس کی اجازت دیجیے اور جو عرب مرتد رہ چکے ہوں ان سے دشمن کی لڑائی میں مدد نہ لیجئے :"

.... طبری ۳ / ۲۷۶۔

ماہنامہ اذان
کا
ادب نمبر

ستمبر ۵۷ء کے مہینے میں انشاء اللہ پوری آب و تاب کے ساتھ دفتر اذان سرنگر سے شائع ہوگا اس نمبر میں آپ اعلیٰ درجہ کے پُر مغز مقالے۔ پُرسوز غزلیں، حقیقت افروز افسانے، اور بنا بر واقعات تمثیلیں ملاحظہ فرمائیں گے۔ اذان کا ادب نمبر تعمیر پسند ادب کا بیش قیمت ذخیرہ ہوگا۔

ضخامت ۹۶ صفحات - قیمت صرف بارہ آنے۔ مستقل خریداروں کو سالانہ چندہ میں۔

آج ہی اذان کا سالانہ چندہ صرف تین روپے ارسال فرما کر یہ خاص نمبر بھی حاصل کریں اور ایک سال تک اذان کا مطالعہ فرمائیں۔ المعلن منیجر ماہنامہ اذان برزلہ سرنگر